Al-Marjān Research Journal
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

# Fundamental Differences and Distinctions Between Interest-Based and Interest-Free Banking: A Shariah and Research-Based Analysis

## سودی اور غیر سودی بینکاری کے مابین بنیادی فروق امتیازات: ایک شرعی و تحقیقی تجزیہ


**Authors Details**

**1. Shahzad Ahmad**

Lecturer in Islamic Studies, Government Boys Postgraduate College, Hajira Poonch, AJ&K, Pakistan. asadkhan4993415@gmail.com

**2. Dr. Abdul Rehman Khan (Corresponding Author)**

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Poonch, Rawalakot, AJ&K, Pakistan. drabdulrehmank@upr.edu.pk



**Citation**

Ahmad, Shahzad and Dr. Abdul Rehman Khan " Fundamental Differences and Distinctions Between Interest-Based and Interest-Free Banking: A Shariah and Research-Based Analysis."Al-Marjān Research Journal, 3,no.1, Jan-Mar (2025):225−244.

**Submission Timeline**

**Received:** Dec 12, 2024
**Revised:** Dec 27, 2024
**Accepted:** Jan 05 , 2025
**Published Online:** Jan 13, 2025

**Publication, Copyright & Licensing**

Article QR

**Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.**


All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL | ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE | HJRS HEC Journal Recognition System

# Education and Training of Women in the Prophetic Era ﷺ: Centers, Methods, and Practical Manifestations – A Research Study

# سودی اور غیر سودی بینکاری کے مابین بنیادی فروق امتیازات: ایک شرعی و تحقیقی تجزیہ

☆شہزاد احمد ☆ ڈاکٹر عبد الرحمن خان


## Abstract

The Prohibition of taking and giving usury is confirmed by the Holy Qur'an and the hadiths of the Prophet, while usurious transactions are practiced in modern forms in usurious banks and financial institutions. On the contrary the struggle to establish interest-free banking system has been implemented as an alternative to the interest-bearing banking system in view of the dire need and an obligation. The non-interest banking system is based on halal Shariah contracts such as Murabahah, Ijarah, Musharka, Salam, Istisna, Shirkat and Mudarabat.The Holy Quran has declared trading (i.e. buying and selling) as an alternative to usury, and the above-mentioned contracts are types of trading so it is correct to make these contracts and transactions an alternative to usurious banking system with their correct Shariah rules. Basically the banking system consists of two parts: Asset part and liability part. In the asset part, the private and commercial needs of the people are met in financial terms of daily life, Now the interest banks fulfill these needs of the people by giving them usurious loans And non-interest-bearing banks fulfill the needs of people by using Bi' Murabaha, Ijara and Musharaka, which are contradictory, the proof of these contracts is from the Qur'an and Sunnah. While in the liability segment banks collect money from people, now interest banks use the money collected by people for further interest-bearing business and interest-bearing loans to the people who have deposited these amounts in the bank at a special rate. Paying interest after a specified period of time such as various bank accounts, savings accounts and fixed deposits etc. In them, the same trading method is adopted. Non-interest-bearing banks do business on the basis of participation and mudarabah from people's funds in the liability section. The system of non-interest-bearing banks is carried out under the supervision of Shariah advisors, so Musharakah and Mudarabah contracts are executed according to Shariah principles. A study of usurious banking and non-usurious banking systems clearly shows that there are stark differences between these two banking systems. Sometimes, looking at the end and the result, it is said that these two systems are the same, although this may not be true because the means of reaching the end and the result are different.


**Keywords:** Non –Interest Banking, Usurious, Mudarabah, Musharakah, Shariah Principles, Ijarh

☆ لیکچرر اسلامیات، گورنمنٹ بوائز پوسٹ گریجویٹ کالج، ہجیرہ پونچھ، آزاد جموں و کشمیر، پاکستان۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف پونچھ، راولاکوٹ، آزاد جموں و کشمیر، پاکستان۔

## تعارف موضوع

شرع میں سود کی حرمت کے متعلق وارد وعیدوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس مسئلے میں سب سے بڑی وعید یہ بیان ہوئی ہے کہ ربو اور ربوی لین دین کرنے والوں کے ساتھ اللہ جل جلالہ اور اس کے حبیب محمد ﷺ کا اعلان جنگ ہے اور حالت اسلام میں اتنی بڑی وعید کسی گناہ کے بارے میں وارد نہیں ہوئی۔ **چنانچہ ارشاد ربانی ہے: فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ**[1] ترجمہ: پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا (یعنی سود سے باز نہ آئے) تو خوب آگاہ رہو کہ اللہ رب العزت اور اس کے رسول کی جانب سے تمہارے خلاف لڑائی کا اعلان ہے۔ سودی لین دین کے عموم بلوی کی وجہ سے مروجہ ربوی معاملات کو صرف ناجائز اور حرام کہنے پہ اکتفاء کرنا کافی نہیں بلکہ اس ضمن میں ضرورت اور حاجت اپنے انتہائی درجے کو پہنچی ہوئی ہے کہ ان سودی معاملات کا ایسا درست اور جائز متبادل پیش کیا جائے کہ عامتہ الناس موجودہ زمانے میں ایسے ناجائز معاملات سے بچ سکیں جو سود کے سہارے پر ہی قائم ہیں۔ چنانچہ نبی مکرم ﷺ کی روشن تعلیمات سے یہ بات خوب عیاں ہو جاتی ہے کہ خود نبی کریم ﷺ نے سودی معاملات کے بیان کے ضمن میں سود سے محفوظ رہنے کا طریقہ کار اور ترکیب بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہؓ آقا مدنی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: **ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعمل رجلا علی خیبر فجاء ہ بتمر جنیب فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ا کل تمر خیبرھکذا فقال لا واللہ یا رسول اللہ انا لناخذ الصاع من ھذا بالصاعین والصاعین بالثلاثۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تفعل بع الجمع بالدراھم ثم اتبع بالدراھم جنیبا**۔[2] ترجمہ: رسول مہرباں صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا عامل مقرر کیا، وہ جنیب نامی اعلیٰ قسم کی کھجور لے کر آیا تو آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کیا خیبر کی ساری کھجوریں اسی طرح ہیں؟ وہ بولا نہیں، اللہ کی قسم! ہم یہ کھجور دو صاع کے بدلے ایک صاع یا تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہ کرو، گھٹیا اور ردی کو درہم (پیسوں) سے بیچ دو، پھر درہم سے جنیب یعنی اعلیٰ کھجور خرید لو۔

اس حدیث کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اول اور ثانی معاملے میں انجام اور نتیجے کے اعتبار سے کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے یہ حل پیش فرمایا اور اس دوسری صورت کو جائز قرار دیا ہے اس حدیث سے دو باتوں کا پتہ چلا ایک یہ کہ متبادل طریقہ اور حل بتانا آپ ﷺ کی سنت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ربوی معاملات سے محفوظ رہنے کے لیے کوئی درست اور جائز تدبیر اختیار کرنا مذموم و قبیح نہیں بلکہ ممدوح و مطلوب ہے چنانچہ اسی بنیاد پر سودی بینکوں کے مقابل غیر سودی بینک قائم کرنے کی پیش رفت ہوئی جو در حقیقت مسلم قوم کو سود جیسی لعنت سے بچانے کی سعی ہے جس کے نتیجے میں مسلم دنیا میں بہت سے غیر سودی مالیاتی ادارے قائم ہوئے۔

جب بھی سودی اور غیر سودی بینکاری کا تذکرہ ہوتا ہے تو عموم یہ سوال ذھن میں ابھرتا اور گردش کرتا ہے کہ کنوینشنل اور اسلامی بینکوں کے مالیاتی اور معاملاتی طریقہ کار میں شرعی لحاظ سے کیا کیا فرق ہیں؟ چنانچہ اسی ضرورت کے پیش نظر یہ آرٹیکل تحریر کیا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں ان شاء اللہ العزیز آسان فہم انداز میں یہ سودی اور غیر سودی بینکاری میں بنیادی فروق واضح ہو سکیں گے۔ سارے بینک چاہے سودی بینک ہوں یا

[1] Al-Baqarah, 2:279

[2] . Imam al-Nasāʾī,Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī, Al-Sunan al-Nasāʾī, Kitāb al-Buyūʿ, Bāb Bayʿ al-Tamr bil-Tamr Mutfāḍilān, Ḥadīth no. 4557.

غیر سودی بینک، اساسی لحاظ سے کاروباری ادارے ہیں، کاروبار کے ذریعے منافع حاصل کرتے ہیں۔ کنونشنل بینک کاروبار و تجارت کے شرعی اصولوں پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجہ سے اپنے اکثر یتی مالی معاملات میں حاصل ہونے والے منافع میں حلال و حرام کا فرق نہیں کرتے جب کہ غیر سودی بینک مالیاتی معاملات میں اسلامی اصولوں پر عمل کر کے اپنے منافع کے جائز و حلال ہونے کی سعی اور فکر کرتے ہیں اب دونوں طرح کے بینکوں کے معاملات میں فرق کی پہچان اتنی ہی اہم ہے جتنی خود حرام و حلال میں تمیز کرنا اہم ہے کیونکہ شرعاً حلال کو اختیار کرنا اور حرام سے بچنا فرض ہے۔ چنانچہ سودی اور غیر سودی بینکاری میں بنیادی فروق کو جاننے لیے کے بینکوں کے بنیادی تمویلی نظام اور مالیاتی ڈھانچے کو سمجھنا ضروری ہے۔

**مبحث اول: بینکوں کا بنیادی مالیاتی ڈھانچہ**

بنیادی طور پر بینکوں کا مالیاتی ڈھانچہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے:

**1. اثاثہ جاتی حصہ (Asset side)**

**اس حصے میں بینک اپنے گاہکوں** کو کئی طرح کی مالیاتی سہولیات فراہم کرتا ہے مثلاً کنونشنل بینک اپنے متعلقین کو سود پر قرض فراہم کرتے ہیں، غیر سودی بینک اپنے کلائنٹس کی ضروریات شرعی طور پر جائز عقود مثلاً مرابحہ، اجارہ وغیرہ کے ذریعے پوری کرتے ہیں۔[3]

i. **اثاثہ جاتی حصے میں بینکوں کی تمویلی سرگرمیاں**

اثاثہ جاتی حصے میں بینکوں کا سب سے بنیادی اور اہم کام قرضوں کی فراہمی ہے، کیونکہ بینکوں کی تعریف ہی یہی ہے کہ ان سے مراد وہ ادارے ہیں جو قرضوں کا کاروبار کرتے ہیں اور قرضوں کا کاروبار ہی بینکوں کا بنیادی کام ہے، اب بینک کئی قسم کے قرض دیتے ہیں کچھ کی مدت ادائیگی مختصر ہوتی ہے، جنہیں قلیل المیعاد قرضے کہا جاتا ہے۔ کچھ اور کی مدت ادائیگی میں وسعت ہوتی ہے، جنہیں طویل المیعاد قرضے کہا جاتا ہے، پیداواری اور تجارتی قرضے بھی ہوتے ہیں اور ذاتی اخراجات کے لیے صرفی قرضے ہوتے ہیں کنونشنل بینک ان تمام قرضوں پر سود وصول کرتے ہیں یہی بینکاری نظام پر سب سے بڑا اعتراض ہے کہ وہ اپنا بہت سا اہم اور مفید کام سود میں ملوث ہونے کی وجہ سے ناجائز کر دیتے ہیں اگر بینکوں کے نظام سے سود اور چند ایک دیگر خرابیاں مثلاً غرر، قمار وغیرہ کو ختم کر دیا جائے، تو بینکوں کے تمام کام نہ صرف مفید اور ضروری ہیں بلکہ ملک و ملت کی معاشی اور مادی ترقی کے لیے ناگزیر ہیں بینکوں کے قلیل المعاد قرضے ایک ہفتے سے سولہ ہفتے تک کی مختصر مدت کے لیے ہوتے ہیں یہ قرض عموماً وہ ہوتے ہیں جس کی ضرورت خود بینکوں کو یا بڑے تاجروں کو پیش آتی ہے، طویل المیعاد یا پیداواری قرضے وہ ہوتے ہیں جو عموماً صنعتیں لگانے کے لیے یا ترقیاتی کاموں کے لیے دیے جاتے ہیں یا بڑی تجارتوں کے لیے دیے جاتے ہیں، صرفی قرضے وہ ہوتے ہیں جو انفرادی یا ذاتی ضروریات کے لیے دیے جاتے ہیں بینکوں کے معاملات کا بیشتر حصہ انہی قرضوں کے انتظام اور لین دین سے عبارت ہے۔[4]

---

[3] . Ṣamdānī,Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad, Islāmī Binkārī: Aik Ḥaqīqat Pasandāna Jāʾizah (Karachi: Idārah Islāmiyāt, September 2006), p. 24.

[4] Ghāzī,Dr. Maḥmūd Aḥmad , Muḥāḍarāt Maʿīshat wa Tijārat (Lahore: Al-Faiṣal Nāshrān wa Tājrān-e-Kutub, April 2010), pp. 368–369

یہ کنوینشنل بینکوں کا طریقہ کار بیان ہوا۔ اب غیر سودی بینک اپنے صارفین کو براہ راست نقد قرض فراہم نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کی ضروریات مثلا مکان کی تعمیر وخریداری، کاروباری ضرورت یا گاڑی وغیرہ کی خریداری کو اسلامی مالیاتی عقود کے ذریعے پوری کرتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں مولانا اعجاز احمد صمدانی لکھتے ہیں کہ:

"ایک شخص کو کوئی سامان خریدنے کے لیے رقم کی ضرورت ہے وہ اگر عام سودی بینک ) کنوینشنل ( کے سامنے اپنی ضرورت کا اظہار کرے تو سودی بینک اسے سودی قرضے دے گا اور متعین اقساط میں قرضے مع سود واپس وصول کرے گا، لیکن اسلامی بینک کسی کی یہ ضرورت پوری کرنے کے لیے خود ہی وہ چیز بازار سے خریدے گا یا اسے مطلوبہ چیز خریدنے کے لیے اپنا وکیل بنائے گا بینک کے وکیل کی حیثیت سے جب یہ شخص مطلوبہ چیز خرید کر اس پر قبضہ کرے گا تو بینک مرابحہ کے طریقے پر وہ چیز اسے بیچ دے گا کہ یہ چیز اتنے میں پڑی ہے اور اس پر اتنا نفع رکھ کر آپ کو یہ بیچ رہا ہوں کلائنٹس قیمت کی ادائیگی یک مشت یا قسطوں میں کرے گا، مرابحہ کی یہ عملی شکل کئی مراحل پہ مشتمل ہوتی ہے۔[5]

اسی طرح اجارہ اور سلم واستصناع کے ذریعے بھی کلائنٹس کی ضروریات کو پورا کیا جاسکتا ہے۔

### 2. ذمہ داریوں والا حصہ (Liabilities side)

اس حصے میں سودی بینک اپنے ڈیپازیٹرز سے رقوم وصول کرتا ہے اور انھیں آگے سودی قرض کے طور پر دیتا ہے اس پر حاصل ہونے والا سود جسے بینک کے منافع کا نام دیا جاتا ہے بینک اور ڈیپازیٹرز کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے جبکہ اسلامی بینک اپنے ڈیپازیٹرز سے مشارکہ ومضاربہ کی بنیاد پر رقوم وصول کرکے جائز کاروبار میں لگاتا ہے اور اس سے حاصل شدہ نفع میں اپنے ڈیپازیٹرز کو شریک کرتا ہے۔[6]

اس سے معلوم ہوا کہ سودی بینک امانت میں رکھی ہوئی رقوم کو آگے شرح سود پر ضرورت مند افراد واداروں کو بطور قرض دیتے ہیں یہ سود یا بینک کا نفع محض Opportunity cost یعنی قرض کی رقوم کے وقت کی قیمت کی بنیاد پر ہے، اور آمدنی اگر محض وقت کی قیمت کی بنیاد پر ہو رہی ہے تو یہ ربوا اور منافی اسلام ہے۔[7]

جبکہ غیر سودی بینک مضاربت اور مشارکت کی بنیاد پر کاروبار کرتے ہیں یا آگے شرعی لحاظ سے درست طور پر کاروبار کرنے والوں کو رقوم دیتے ہیں اور نفع ونقصان میں شریک ہوتے ہیں اور صارفین بھی نفع اور نقصان میں شریک ہوتے ہیں اسلام کے طریقہ ہائے تمویل یعنی شرکت اور مضاربت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے مفتی تقی عثمانی رقم طراز ہیں کہ سود کا صحیح اسلامی متبادل شرکت اور مضاربت کا طریقہ ہے جو سود سے بدرجہا اچھے نتائج کا حامل ہے یہ تمویل کا نہایت مثالی عادلانہ منصفانہ طریقہ ہے جس کے تقسیم دولت پر بہت اچھے نتائج مرتب ہوتے ہیں اس سے بینکنگ کا یہ تصور بھی ختم ہوسکتا ہے کہ بینک کاروبار کے عمل سے بالکل الگ تھلگ رہتے ہوئے صرف سرمایہ فراہم کرنے کے لیے واسطہ بنتا ہے شرکت

[5] Ṣamdānī, Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad , Islāmī Bankon mē Rāʾij Murābaḥah kā Ṭarīqah Kar (Karachi: Idārah Islāmiyāt, Ẕū al-Qaʿdah 1427 AH / December 2006), p. 22.
[6] Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad , Islāmī Binkārī: Aik Ḥaqīqat Pasandāna Jāʾizah, p. 24.
[7] Dr. Maḥmūd Aḥmad , Muḥāḍarāt Maʿīshat wa Tijārat, p. 386.

اور مضاربت کا نظام جاری ہونے کی صورت میں بینک کا نام خواہ بینک ہی رہے لیکن بینک کی حیثیت ختم ہو جائے گی، اب بینک کا باقاعدہ کاروبار میں عمل دخل ہو گا۔[8]

شرکت اور مضاربت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ شرکت میں شرکاء سرمایہ میں بھی حصہ دار ہوتے ہیں اور عمل میں بھی حصہ دار ہو سکتے ہیں اگر کوئی عملاً کاروبار میں دخل نہ دے تو یہ الگ بات ہے، اور مضاربت میں رب المال کا سرمایہ ہوتا ہے، اور مضارب عمل کرتا ہے اور رب المال کی عمل میں شرکت نہیں ہوتی۔

مضاربت کی صورت میں بھی مال فراہم کرنے والے اور کاروبار کرنے والے متعدد افراد ہو سکتے ہیں یعنی سرمایہ چند افراد مل کر فراہم کریں اور اس سے چند آدمی مل کر کاروبار کریں یا سرمایہ ایک فرد کا ہو اور اس سے چند افراد مل کر کاروبار کریں یہ چند افراد مل کر سرمایہ فراہم کریں اور اس سرمائے سے ایک فرد کاروبار کرے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔[9]

**مبحث ثانی: سودی بینکوں اور غیر سودی بینکوں کے معاملات میں فرق کی وضاحت**

یہ بات واضح ہو چکی کہ غیر سودی بینکوں کے تمویلی معاملات کی بنیاد حلال عقود مالیہ پہ ہے جبکہ مروجہ روایتی اور سودی بینکوں کے تمویلی معاملات کی حقیقت سودی قرضہ کی ہے جس میں بینک رقم اس شرط پر اپنے صارفین اور ضرورت مندوں کو قرض کے طور پر دیتے ہیں کہ وہ ان پہ کچھ زیادتی کرکے لوٹائیں گے جبکہ حدیث شریف میں آیا ہے کل قرض جر نفع فھو ربا یعنی ہر وہ قرض جو نفع کو کھینچتا ہے پس وہ سود ہے اور سودی بینک بھی قرض پر نفع کماتے ہیں جو سود ہے اور ظاہر ہے سودی قرضے کا لین دین شرع ناجائز اور حرام ہے اس لیے سودی بینکاری کے تمویلی معاملات (financial transactions) شرعاً درست نہیں ہے البتہ کچھ دیگر معاملات جیسے ان بینکوں کے ذریعے رقوم کی منتقلی اور کچھ جائز اور درست سروسز کے چارجز وصول کرنا وغیرہ ایسے ہیں کہ وہ شرعی اصول و قواعد کے خلاف نہیں ہیں لہذا ان کی انجام دہی اور ان کے بدلے مناسب چارجز وصول کرنے کی شرعی لحاظ سے اجازت ہو گی۔

بالفاظ دیگر یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ مروجہ سودی بینکوں کی مثال ایک ایسے سپر سٹور کی طرح ہے جس میں مختلف طرح کی چیزیں دستیاب ہوں یعنی حلال بھی ہوں اور حرام بھی وہاں شراب اور نجس اشیاء کی خرید و فروخت بھی ہو رہی ہو اور پاکیزہ شاہ مثلاً اناج سبزیوں وغیرہ کی بھی ظاہر ہے اس صورتحال میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس سپر سٹور میں طے پانے والے تمام کام شریعت کے خلاف ہیں بلکہ ایسی صورتحال میں ایک معتدلانہ اور دیانتدارانہ رائے یہی ہو گی کہ اس سپر سٹور میں انجام پانے والے بعض معاملات ناجائز اور حرام ہیں جبکہ بعض معاملات ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ شرعی لحاظ سے ان کے انجام دہی کی گنجائش ہے[10]

سودی بینکوں اور غیر سودی بینکوں کے معاملات میں فرق کی وضاحت کی مزید مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ بنیادی طور پر یہ اصولی بات سمجھنی چاہیے کہ جیسے دو گاڑیاں ہوں ان کا ماڈل کلر سیٹیں چلانے کا انداز ڈیکوریشن کلچ گیر بریک سب کچھ ایک جیسے ہی نظر آتے ہوں لیکن ماہرین ان میں سے

---

[8] ʿUsmānī,Muftī Muḥammad Taqī , Islām aur Jadīd Maʿīshat wa Tijārat (Karachi: Idārat al-Maʿārif, 21 Ẕū al-Qaʿdah 1414 AH), p. 137.

[9] Ṣiddīqī, Dr. Muḥammad Najātullāh , Sharikat wa Muḍārabat ke Sharʿī Uṣūl (Lahore: Islamic Publications Pvt. Ltd., July 1997), p. 19

[10] Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad Ṣamdānī, Islāmī Binkārī: Aik Ḥaqīqat Pasandāna Jāʾizah, pp. 21–22

ایک کو ماحول کے لیے مضر اور دوسرے کو ماحول دوست قرار دیتے ہوں فرق کی وجہ اس کا انجن ہوتا ہے جو بظاہر نظر نہیں اتا جیسے ایک انجن سی این جی سے چلتا ہے جبکہ دوسرا انجن پیٹرول ڈیزل سے چلتا ہے لیکن دیکھنے میں اور چلنے میں عام ادمی فرق محسوس نہیں کر سکتا اس لیے اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہیے کہ دو ایک جیسی نظر انے والی چیزوں کے اثرات بھی در حقیقت ایک ہی جیسے ہیں لہذا ان کے اثرات بالکل متضاد بھی ہو سکتے ہیں بالکل یہی مثال غیر سودی بینکنگ اور کنونشل بینکنگ کی ہے کہ غیر سودی بینکنگ کے معاشرے پر پڑنے والے اثرات بظاہر نظر نہیں اتے لیکن اس کے اثرات اہستہ اہستہ پورے معاشی نظام کو بہتری کی جانب لے جاتے ہیں اب یہ سوال اٹھتا ہے کہ غیر سودی بینکاری کا انجن کیسے کام کرتا ہے اور سودی بینکاری کا انجن کیسے کام کرتا ہے اس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے تو شاید اس قسم کے ماہرین کی ضرورت ہے جیسا کہ گاڑی کے انجن کو سمجھنے والے اپنے ماہرین ہوتے ہیں غیر سودی بینکار ایک انجن یا نظام اچھے معاشی حالات میں نہ صرف لوگوں کو معاشی ترقی میں حصہ دار بناتا ہے بلکہ مشکل حالات میں کاروباری طبقے کو سہارا دیتا ہے اسی طرح ایسے اثرات پیدا ہوتے ہیں کہ جس سے معاشرہ ایک دوسرے کی مدد کرتا ہوا نظر اتا ہے اچھے حالات میں کاروبارری طبقہ اپنے منافع میں سے کچھ حصہ ڈیپازیٹر کو منتقل کرتا ہے جبکہ برے حالات میں یہی ڈیپازیٹر اس کے نقصانات میں حصہ داری کرتے ہیں اس لحاظ سے غیر سودی بینکاری کے نظام میں تمام مسلمان کمیونٹی ایک دیوار کی طرح بن جاتی ہے جس میں ہر اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے کبھی کاروباری حضرات اپنے منافع میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور کبھی کمیونٹی ان کاروباری حضرات کو مشکل حالات میں سہارا دیتی ہے اب اگر اپ اگر اپ غور کریں گے تو یہ عمل اپ کو مرابحہ اجارہ مشارکہ متنازعہ متناقصہ وغیرہ میں صاف طور پر نظر ائے گا اس کے برعکس سود معاشرے کو تباہی کی سمت لے جاتا ہے یہ کاروباری طبقے سے فکسڈ سود لیتا ہے لیکن جب کسی کاروبار کے حالات خراب ہوتے ہیں تو یہ سود بند نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا جاتا ہے اور بالاخر کاروبار کو مکمل تباہ کر کے رکھ دیتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی بینکاری کے نظام میں نہ صرف یہ کہ اللہ تعالی کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر انسان دینی و دنیاوی لحاظ سے سرخرو ہو جاتا ہے بلکہ دنیاوی لحاظ سے بھی اس کو بہت سے منافع ملتے ہیں۔

سودی بینک میں رقوم انسانوں کے بنائے ہوئے اصول و قواعد پر لی جاتی ہیں اور حلال و حرام کے فرق کے بغیر سرمایہ کاری کی جاتی ہے اور پھر ان انسانی ساختہ اصولوں پر اس کا حاصل ہونے والا نفع جو کہ سود ہوتا ہے تقسیم کیا جاتا ہے جبکہ غیر سودی بینکاری میں رقوم اور سرمایہ شریعت کے فراہم کردہ اصولوں اور حلال عقود مالیہ کے تحت لیا جاتا ہے شرعاً درست تجارت و کاروبار میں انویسٹ کیا جاتا ہے، اور پھر اس سے حاصل ہونے والا حلال نفع شرعی اصولوں کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے۔[11]

| نمبر شمار | سودی بینکاری | غیر سودی بینکاری |
|---|---|---|
| 1. | اس میں رقم مبادلہ کے ذرائع اور سٹور آف ویلیو کے ساتھ ساتھ ایک تجارتی شئے تصور کی جاتی ہے، اس لیے اسے اس کی فیس ویلیو سے زائد نرخ پر فروخت کیا جا سکتا ہے اس کو کرایہ داری پر بھی دیا | اس میں رقم ایک تجارتی شئے تصور نہیں کی جاتی، اسے آلہ مبادلہ اور سٹور آف ویلیو کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے لہذا اسے نہ تو اس کی فیس ویلیو سے زائد نرخ پر بیچ سکتے ہیں، اور نہ ہی اسے کرایہ پر دیا جا سکتا ہے۔ |

[11] Bank of Khyber, FAQs, accessed from https://www.bok.com.pk/sites/default/files/2021-09/FAQs.pdf

| | | |
|---|---|---|
| | جا سکتا ہے۔ | |
| .2 | اس میں اصل سرمایہ پر سود انٹرسٹ کی وصولی ٹائم ویلیو پر منحصر ہوتی ہے۔ | اس میں اشیاء کی تجارت پر منافع یا خدمات کی فراہمی پر لیے جانے والے چارجز حاصل کیے جانے والے منافع کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ |
| .3 | اس میں اگر فنڈز کو استعمال کرتے ہوئے ادارے کو نقصان ہو جائے تو ایسی صورت میں بھی سود انٹرسٹ وصول کیا جاتا ہے اس لیے یہ بینکاری نفع اور نصان میں شراکت کے طور پر نہیں ہوتی۔<br>اس میں کیش فائنانس، رننگ فائننس یا ورکنگ کیپٹل فائنانس کی تقسیم کے وقت اشیاء کے تبادلے اور خدمات کے حوالے سے کوئی معائدہ نہیں کیا جاتا ہے۔<br>روایتی رقم کو بطور تجارتی شے استعمال کرتے ہیں جس کے نتیجے میں افراط زر کی صورت حال جنم لیتی ہے۔ | غیر سودی بینک نفع و نقصان کی شراکت کی بنیاد پر کام کرتا ہے اس میں اگر کاروباری شخص کو نقصان ہوتا ہے تو ایسی صورت میں بینک فائنانس کے مختلف طریقوں یعنی مضاربہ، مشارکہ کے استعمال کی اساس پر ان نقصانات میں حصہ دار ہوتا ہے۔<br>اس میں مرابحہ، سلم اور استصناع کے معاہدوں کے تحت فنڈز کی تقسیم کے وقت اشیاء اور خدمات کے تبادلے کے حوالے سے معاہدے کی تکمیل لازمی عمل ہے۔<br>غیر سودی بینکاری میں تجارتی سرگرمیوں کو استعمال کرتے ہوئے معاشی نظام کے حقیقی شعبہ جات کے ساتھ تعلق قائم کیا جاتا ہے کیوں کہ اس میں رقم اصل سرمایہ جات سے منسلک ہو جاتی ہے اس لیے یہ معاشی ترقی میں براہ راست اپنا کردار ادا کرتی ہے۔[12] |

**سودی بینکوں اور غیر سودی بینکوں کے اجارہ میں تقابلی لحاظ سے فروق.2**

غیر سودی بینکاری کے اثاثہ جاتی حصے میں عقد اجارہ کے ذریعے ضرورت مند لوگوں کو مشینری، گاڑیاں وغیرہ فراہم کی جاتی ہیں، غیر سودی بینکوں میں بھی لیزنگ کے ذریعے صارفین کو اشیاء فراہم کی جاتی ہیں لیکن غیر سودی بینکاری اور سودی بینکاری کے عقد اجارہ میں بہت بڑا فرق ہے جو ذیل کے جدول سے واضح ہے۔

| نمبر شمار | سودی بینکوں کا اجارہ | غیر سودی بینکوں کا اجارہ |
|---|---|---|
| .1 | روایتی اجارہ میں عقد اجارہ اور اس کے اختتام پر اثاثے کی ملکیت خود بخود گاہک کو منتقل ہو جانا، یہ دو عقد شروع میں ہی اکٹھے طے کر لیے جاتے ہیں جو کہ شرعاً ناجائز ہیں۔ | اسلامی بینکوں کے اجارہ میں شروع میں صرف اجارہ کا عقد طے کیا جاتا ہے آخر میں دوسرے اور الگ عقد کے ذریعے اثاثہ کی ملکیت گاہک کو منتقل کی جاتی ہے دوسرا عقد فروخت کا عقد ہوتا ہے۔ |
| .2 | اجارہ میں اجارہ سے متعلق عام روایتی خطرات گاہک کے ذمہ ہوتے ہیں۔ | غیر سودی بینکوں کے اجارہ میں اثاثہ سے متعلق تمام خطرات بینک کے ہیں، اور اگر ناگہانی آفت سے بینک کے اثاثہ جات ضائع ہو جائیں ایسی صورت میں |

[12] Bank Al Habib, FAQs, accessed from https://islamic.bankalhabib.com/ur/islamic-banking-faqs

| | | |
|---|---|---|
| | | نقصان بینک کا ہے گاہک کا نہیں۔ |
| .3 | روایتی اجارہ میں اثاثے کا کرایہ اس دن سے شروع ہو جاتا ہے جس دن بینک اثاثے کی ادائیگی کر دے قطع نظر اس کے کہ اثاثہ گاہک کو حاصل ہوا ہے یا نہیں۔ | غیر سودی بینکاری کے اجارہ میں اثاثہ کا کرایہ اسی دن شروع ہوتا ہے جس دن اثاثہ گاہک کے حوالے ہو جائے۔ |
| .4 | روایتی اجارہ میں اقساط کی تاخیر کی وجہ سے سود کی خاص شرح گاہک پر لاگو ہوتی ہے۔ | غیر سودی اجارہ میں اقساط میں تاخیر پر اگر گاہک قابل اطمینان وجہ نہ ظاہر کر سکے تو جرمانے کی یہ رقم بینک کی آمدن نہیں ہوتی بلکہ اسے خیراتی ادارے میں صدقہ کہا جاتا ہے۔ |
| .5 | روایتی اجارہ میں اثاثہ کا حقیقی طور پر وجود میں آنا حتمی نہیں۔ | غیر سودی اجارہ میں عقد اجارہ درست ہی اس وقت ہوتا ہے جب اثاثہ قابل استعمال حالت میں ہو اور اسے گاہک کے حوالے کر دیا جائے۔[13] |

**مبحث ثالث: اثاثہ جاتی حصوں کے معاملات میں بنیادی فروق و امتیازات کا شرعی تحقیقی جائزہ**

**1. اثاثہ جاتی حصوں میں روایتی اور سودی بینکوں کے معاملات کا طریقہ کار اور شرعی جائزہ**

بینکوں کے مالک جب کوئی بینک شروع کرتے ہیں تو سرمائے کا زیادہ طرح حصہ وہ لوگوں سے جمع کرتے ہیں اور پھر انھیں متعین مدت کے بدلے ایک خاص شرح سے سود دیتے ہیں، اثاثہ جاتی حصوں میں اکثر لوگوں کی جمع کرائی گی رقوم ہوتی ہیں، روایتی بینکوں کے اثاثہ جاتی حصوں کے معاملات کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ ضرورت مند افراد کو سودی قرضے فراہم کرتے ہیں، پھر مخصوص مدت بعد ان لوگوں سے قرضے کی واپسی اضافے (سود) کے ساتھ وصول کرتے ہیں جسے وہ بینک کی کمائی اور مارک اپ کا نام دیتے ہیں۔یعنی روایتی بینک سودی قرضوں کا کاروبار کرتے ہیں۔

سودی قرضوں کا کاروبار شرعی لحاظ سے حرام ہے، یعنی بینکوں کا سود لینا لوگوں کا بینکوں کو سود کے ساتھ قرض لوٹانا قطعی ناجائز ہے، کیونکہ قرآن وسنت کی روسے اسلام میں جس طرح سود لینا حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسے ہی سودی قرضوں کا کاروبار کرتے تھے جسے ربا النسیئۃ یعنی ادھار کا سود کہا جاتا تھا، جیسا کہ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب میں بیان کیا ہے:

**"اما ربا النسيئة هو الامر الذي كان مشهورا متعارفا في الجاهليه وذلك انهم كانوا يدفعون المال على ان ياخذوا كل شهر قدرا معينا ويكون راس المال باقيا ثم اذا حل الدين طالبوا المديون براس المال فان تعذر عليه الاداء زادوا في الحق والاجل وهذا هو الربا الذي كانوا في الجاهليه يتعاملون به"[14]**

[13] Farhan, Ḥāfiẓ Rāʾū Farḥān ʿAlī, Jadīd Islāmī Binkārī mē Islāmī Ṭarīq Hay-e-Tamwīl kā Iṭlāq, p. 257.
[14] . Al-Rāzī,Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn ʿUmar (Al-Mulqab Fakhr al-Dīn al-Rāzī), Mafātīḥ

ترجمہ: ربا النسیئۃ وہ سود تھا جو جاہلیت میں مشہور و متعارف تھا ان کا دستور یہ تھا کہ وہ قرض پر مال اس بناء پہ دیا کرتے تھے کہ اس کے بدلے میں مہینے کی مدت کے بدلے میں مہینے کی ایک مقررہ رقم سود کے طور پر وصول کرتے رہیں گے اور اصل رقم باقی رہے گی، جب وہ مدت ختم ہو جاتی تو مقروض سے راس المال کا مطالبہ کیا جاتا اگر وہ ادا نہ کر سکنے کا عذر پیش کر دیتا تو مہلت اور سود میں مزید اضافہ کر دیا جاتا یہ وہ ربا تھا جس پر جاہلیت میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بینکوں میں رائج سودی قرضوں کے کاروبار کی شکل زمانہ جاہلیت میں بھی رائج تھی جسے اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے انہی سودی قرضوں کو اہل عرب اپنی زبان میں ربوا الجاھلیہ سے تعبیر کرتے تھے۔

## 2. اثاثہ جاتی حصوں میں غیر سودی بینکوں کے معاملات کا طریقہ کار اور شرعی جائزہ

ii. غیر سودی بینک شریعہ ایڈوائزری بورڈ کی نگرانی میں کام سرانجام دیتے ہیں یہ بینک اثاثہ جاتی حصوں میں اپنے صارفین کی ضروریات سودی قرضے دینے کے بجائے بیع (خرید و فروخت) کی اقسام یعنی عقد مرابحہ، اجارہ اور شرکت متناقصہ کے ذریعے پورے کرتے ہیں، کسی کسی بینک میں کبھی کبھار عقد سلم اور عقد استصناع کو بھی بروئے کار لایا جاتا ہے۔[15]

### غیر سودی 1. بینکوں میں مرابحہ کا طریقہ کار

### مرابحہ کی تعریف

امام مرغینانی صاحب ھدایہ نے مرابحہ کی یہ تعریف بیان کی ہے:

**"المرابحه نقل ما ملکه بالعقد الاول بالثمن الاول مع زیادہ ربح"**[16]

ترجمہ: مرابحہ کسی شخص کا ثمن اول (اصل قیمت) اور نفع کی زیادتی کے بدلے اپنی کسی مملوکہ چیز کو (کسی دوسرے شخص کی طرف) منتقل کرنے کو کہتے ہیں۔

سود کا متبادل اللہ تعالیٰ نے بیع خرید و فروخت کو قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا**[17]

یعنی اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کر دیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

اور مرابحہ بھی خرید و فروخت کی ایک ذیلی قسم ہے لہٰذا بیع کی باقی اقسام کی طرح عقد مرابحہ بھی سود کا متبادل بن سکتا ہے۔

### 2. مرابحہ کی مشروعیت پر آئمہ اربعہ کا اجماع

مرابحہ کے مشروع ہونے پہ ائمہ اربعہ کا اجماع ہے۔

الدکتور عبد العظیم ابو زید لکھتے ہیں:

**"فان جمهور الفقهاء من ارباب المذاهب الاربعه قد ذهبوا الی جواز بیع المرابحه وانه سبب صحیح للتملك حتی نقل الامام ابن الجریر الاجماع علی ذلك"**[18]

---

[15] Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad Ṣamdānī, Islāmī Binkārī: Aik Ḥaqīqat Pasandāna Jāʾizah, p. 25.
[16] Al-Marghīnānī, Burhān al-Dīn Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Abī Bakr, Al-Hidāyah, Kitāb al-Buyūʿ, Bāb al-Murābaḥah wa al-Tawliyyah (Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, n.d.), vol. 3, p. 72.

[17] Al-Baqarah, 2:275.
[18] Abū Zayd, Al-Duktūr ʿAbd al-ʿAẓīm , Bayʿ al-Murābaḥah wa Taṭbīqātuh al-Muʿāṣirah fī al-Maṣārīf

ترجمہ: چاروں مذاہب کے جمہور فقہاء (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ تعالی) بیع مرابحہ کے جواز کا کہتے ہیں اور یہ ملکیت کے درست ہونے کا سبب ہے یہاں تک کے امام ابن جریر رحمہ اللہ تعالی نے اس بات پہ اجماع نقل کیا ہے۔

## غیر سودی بینکوں میں عقد مرابحہ کی تکمیل کے مراحل

غیر سودی بینکوں میں عقد مرابحہ کی صورت درج ذیل مراحل پر مشتمل ہوتی ہے:

### 3. صارف اور بینک کے مابین معاہدہ

سب سے پہلے صارف اور بینک اپنے درمیان اس بات پر ایک جامع معاہدہ کرتے ہیں، کہ صارف اتنی مالیت کی اشیاء، سامان بینک سے خریدے گا، بینک اس سامان کی اصل لاگت کے ساتھ کتنا منافع لے گا؟ قیمت کی ادائیگی کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ ادھار خریدنے کی صورت میں قسط وار کتنی مدت میں پیسے ادا کرے گا؟ وغیرہ یہ ساری باتیں اس معاہدے میں طے کی جاتیں ہیں۔[19]

### 4. بینک کا صارف کے لیے مطلوبہ اشیاء وسامان خریدنا

اس جامع معاہدے کے بعد بینک بازار سے صارف کی مطلوبہ اشیاء خود یا اپنے وکیل کے ذریعے خریدتا ہے، جنھیں بعد میں ایک الگ عقد کے تحت صارف کو فروخت کر دیتا ہے۔ اس مرحلے میں شریعیہ ایڈوائزری بورڈ کی طرف سے غیر سودی بینکوں کو ہدایت ہوتی ہے کہ بینک مطلوبہ اشیاء مارکیٹ سے خود خریدے گا یا صارف کے علاوہ کسی کو وکیل بنا کر خریدے گا البتہ جہاں ضرورت ہو کہ مثلاً اس وقت کوئی معقول شخص بطور وکیل بینک کو میسر نہ ہو تو صارف کو بھی وکیل بنایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ معاییر شرعیہ اس کا جواز تحریر کیا گیا ہے:

"الاصل ان تشتري المؤسسة السلعة بنفسها مباشرة من البائع ويجوزلها ذلك عن طريق وكيل غير الامر بالشراء ولا تلجا لتوكيل العميل (الامر بالشراء) الا عند الحاجة الملحة. ولا يتولى الوكيل البيع لنفسه بل تبيعه المؤسسة بعد تملكها على العين"[20]

ترجمہ: اصل تو یہ ہے کہ بینک بائع سے براہ راست خود سامان خریدتا ہو اور صارف کے علاوہ کسی وکیل کے ذریعے سے بھی خریداری کرنا اس کے لیے جائز ہے صارف کو وکیل بننے کے لیے نہیں کہے گا مگر ضرورت کے وقت (اسے وکیل بنا سکتا ہے) اور وکیل اس بیع (خریدی ہوئی چیز) کا خود مالک نہیں ہوگا بلکہ بینک کے اس چیز پر قبضے کرنے کے بعد اس سے اسے خریدے گا۔

### 5. ایک اعتراض

اس مرحلے پر عموماً یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ غیر سودی بینک صارف سے اس شرط پہ عقد مرابحہ کرتا ہے کہ اسے بینک کا وکیل بن کر بینک کے لیے خریداری کرنا لازم ہے حالانکہ ایسا کرنا شرعی طور درست نہیں ہے۔

---

al-Islāmiyyah, pp. 41–42.

[19] ʿUlamāʾ Hayʾat al-Muḥāsabah wa al-Murājaʿah lil-Muʾassasāt al-Māliyyah al-Islāmiyyah, Al-Maʿāyīr al-Sharʿiyyah (Bahrain: Hayʾat al-Muḥāsabah wa al-Murājaʿah lil-Muʾassasāt al-Māliyyah al-Islāmiyyah), standard no. 3/1/3, p. 211.

[20] Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad Ṣamdānī, Islāmī Binkārī: Aik Ḥaqīqat Pasandāna Jāʾizah, pp. 27–28.

جواب: یہ اعتراض غلط فہمی پر مبنی ہے بینک ایسی کوئی شرط نہیں لگاتا بلکہ بینک کے لیے مطلوبہ سامان خود یا صارف کے علاوہ وکیل کے ذریعے خریدنے میں کوئی مشکل نہ ہو تو بینک یہ کام خود انجام دیتا ہے البتہ عموما غیر سودی بینک صارف کو وکیل اس لیے بناتے ہیں کہ صارف بینک سے ایک بڑی مالیت کی اشیاء خرید رہا ہوتا ہے تو خود بینک یا اس کے کسی مقرر کردہ وکیل کو صارف کی مطلوب اشیاء کی درست جانچ پرکھ نہیں ہوتی اس لیے غالب امکان یہی ہوتا ہے کہ بینک خود مطلوبہ اشیاء خرید کر لائے تو صارف یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دے کہ میری مطلوبہ اشیاء میری بتلائی ہوئی صفات کے مطابق نہیں ہیں ایسی صورت میں بینک کو کافی نقصان ہو سکتا ہے، اس لیے بینک صارف کے اختیار اور رضامندی سے اسے ہی وکیل مقرر کرتا ہے صارف بخوشی وکیل بننا پسند کرتا ہے، تاکہ بعد میں اس کی طرف سے خریدی گئی اشیاء پہ کوئی اعتراض نہ ہو۔[21]

اور شرعی لحاظ سے صارف کو وکیل بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

**6. خریدی گئی اشیاء پر قبضے کی صورت اور بینک کا رسک برداشت کرنا**

**اگر اشیاء کی خریداری** کے لیے صارف کو وکیل بنایا گیا ہو تو وہ بطور وکیل بینک کے لیے اشیاء خرید کر ان پر موکل کی طرف سے قبضہ کرتا ہے چونکہ وکیل کا قبضہ شرعا موکل کا قبضہ ہوتا ہے لہذا اس صورت میں قبضہ بینک کا ہی ہو گا اور بیع تام متصور ہو گی اس مرحلے پر قبضے کے سارے احکام جاری ہوں گے یعنی اگر وکیل کی طرف سے کسی سستی یا لاپرواہی کے بغیر وہ سامان، اشیاء وغیرہ خراب یا ضائع ہو گئیں تو سارا نقصان بینک کا ہو گا وکیل (صارف) کا نہ ہو گا وکیل کے ذریعے سے اب اگر یہ اشیاء بیرون ملک سے خریدی گئی ہوں تو پاکستان پہنچنے تک سارا رسک بینک برداشت کرتا ہے وکیل کی طرف سے بغیر تعدی کے سامان ہلاک یا برباد ہونے کی صورت میں سارا نقصان بینک کا ہو گا۔[22]

**شرعی جائزہ**

اب اس مرحلے تک معاملات طے پانے میں کوئی شرعی قباحت نہیں پائی جاتی بلکہ شرعی اصولوں کے مطابق ہی معاملات انجام پاتے ہیں۔

**7. صارف اور بینک کے درمیان عقدِ مرابحہ کا مرحلہ**

اس مرحلے پہ صارف بینک سے مطالبہ کرتا ہے کہ بینک اشیاء اسے اصل قیمت اور اس کے ساتھ اپنا نفع ملا کر بیچ دے صارف اس کی ادائیگی فوری یا کچھ معلوم عرصے کے بعد کرتا ہے بینک اسے قبول کر لیتا ہے تو صارف اور بینک کے درمیان عقد مرابحہ مکمل ہو جاتا ہے اب صارف کو اس سامان کی قیمت کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے بینک اپنے سامان کے بدلے واجب الادا قیمت کی خاطر صارف سے کچھ ضمانتیں لیتا ہے اب اس سارے عمل میں کچھ شرعی خلاف ورزی لازم نہیں آتی لہذا غیر سودی بینکوں میں ہونے والا عقد مرابحہ شرعی لحاظ سے درست ہے۔[23]

**8۔ غیر سودی بینکوں کے عقد مرابحہ اور سودی بینکوں کے قرض دینے والے معاملے میں فرق**

درج بالا تفصیلات سے ثابت ہوا کہ روایتی بینکوں کے سودی قرض والے معاملے اور غیر سودی بینکوں کے عقد مرابحہ میں بہت بڑا فرق ہے یعنی روایتی سودی بینک قرض کے طور پر رقم فراہم کر کے صارف سے اس کے ساتھ نفع سود کماتا ہے مزید یہ کہ یہ رقم قرض پہ دی جاتی ہے اس لیے بینک اس پر کوئی رسک خطرہ برداشت نہیں کرتا، اس کے برعکس غیر سودی بینک عقد مرابحہ سے پہلے خود کوئی سامان خریدتا ہے اس پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے خراب یا ہلاک ہونے کا رسک برداشت کرتا ہے پھر اس کے بعد اس پر مخصوص منافع لے کر آگے صارف کو بھیجتا ہے یہ سارا معاملہ اس طرح ہے جیسے ایک عام دکاندار اشیاء خرید کر پھر ان پر قبضہ کر کے آگے کسی کو بھیجتا ہو فرق صرف یہ ہے کہ عام دکانداروں کی بیع

---

[21] Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad Ṣamdānī, Islāmī Binkārī: Aik Ḥaqīqat Pasandāna Jāʾizah, p. 28.
[22] Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad Ṣamdānī, Islāmī Binkārī: Aik Ḥaqīqat Pasandāna Jāʾizah, p. 29.
[23] . Al-Tamīmī, Imām Abū Ḥātim Muḥammad ibn Ḥibbān ibn Aḥmad , Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān, Kitāb al-Buyūʿ (Beirut: Sharikat Bayt al-Afkār al-Duwaliyyah, 2004), Ḥadīth no. 4952.

"بیع مساومہ" کہلاتی ہے چونکہ وہ گاہکوں کو یہ نہیں بتاتے کہ انھیں یہ چیز کتنے میں پڑی ہے، اور ایسی بیع کو مساومہ کہتے ہیں۔ جبکہ غیر سودی بینک یہ تفصیل بتاتے ہیں اس لیے کہ عقد مرابحہ میں اصل لاگت کی تفصیل بتانا ضروری ہوتا ہے۔

### 9. غیر سودی بینکاری کے اثاثہ جاتی حصے میں عقد اجارہ کے ساتھ تمویل

غیر سودی بینک عقد مرابحہ کے علاوہ عقد اجارہ یعنی فنانشل لیز کی شرعی لحاظ سے جائز صورتوں کے ذریعے بھی صارفین کی ضروریات پوری کرتے ہیں، غیر سودی بینک ابتداء میں صرف اجارے کا معاملہ کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ عقد اجارے کے طور پر دی گئی کوئی گاڑی، مشینری عقد اجارے کے ختم ہونے تک بینک ہی کی ملکیت میں رہتی ہے، جب عقد اجارے کی مقررہ مدت اختتام کو پہنچ جائے تو صارف کو کہا جاتا ہے کہ اب اگر وہ گاڑی خریدنا چاہتا ہے تو علیحدہ مستقل عقد کے ساتھ اسے خرید لے، اگر صارف گاڑی خریدنا نہیں چاہتا تو بینک کو واپس کر سکتا ہے، کبھی کبھی ایک مستقل عقد کے ساتھ وہ گاڑی، مشینری وغیرہ صارف کو ھبہ کے طور پر دے دی جاتی ہے اس طرح معاملہ "صفقتان فی صفقۃ" یعنی ایک عقد میں دو سودوں کا جمع ہونے" کی خرابی سے محفوظ ہو جاتا ہے، کیونکہ حدیث شریف میں اس چیز کی واضح طور پر ممانعت وارد ہوئی ہے:

عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن رسول الله ﷺ انه نهى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَة[24]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سودے میں دو سودوں سے منع فرمایا۔:

غیر سودی بینکوں کے عقد اجارہ میں واضح طور پر یہ بات ذکر کر دی جاتی ہے کہ چیز کو اجارے کے طور پہ لینے والا صرف ایسی ذمہ داریاں نبھائے گا جو گاڑی وغیرہ کے استعمال سے تعلق رکھتی ہیں جب کہ گاڑی کی ملکیت کی ذمہ داریاں بینک برداشت کرے گا یعنی اس کے ٹیکس کی ادائیگی، کسی حادثہ وغیرہ کی صورت میں اگر گاڑی کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس کی تلافی بینک کے ذمے ہوتی ہے اجارہ کے معاملات میں شرعی حکم ایسا ہی ہے۔
غیر سودی بینکوں کو شریعہ ایڈوائزری بورڈ کی جانب سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس چیز کی مکمل پاسداری کریں کہ جب تک مطلوبہ چیز یعنی گاڑی وغیرہ صارف کو مل نہ جائے تب تک ان سے کچھ وصول نہ کریں، اگر صارف گاڑی کی وصولی سے پہلے ہی رقم دینا چاہتا ہو تو غیر سودی بینک ابتداہی سے حساب کے طور پر کچھ رقم صارف سے لے سکتا ہے مگر یہ رقم اس چیز کا کرایہ ہرگز شمار نہ ہوگی لہذا یہ بینک کی مستقل آمدنی کا حصہ بھی نہیں ہوگی بلکہ صارف کی بینک کے پاس ایک قسم کی امانت ہوگی اب اگر غیر سودی بینک اور صارف کے درمیان عملی طور پر اجارہ منعقد نہیں ہوتا تو یہ رقم بینک صارف کو واپس کرے گا جبکہ روایتی سودی بینکوں میں یہ رقم ابتدا ہی سے بینک کی آمدنی متصور ہوتی ہے۔[25]

ان تفصیلات سے واضح ہوا کہ کبھی کبھار جو عام نظر سے غیر سودی بینکوں کے معاملات کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ روایتی بینک بھی شروع روز سے ہی کرایہ لیتے ہیں اور غیر سودی بینک بھی کبھی کبھار ایسا کرتے ہیں تو لہذا ان دونوں بینکوں میں کچھ فرق نہ رہا اب اس وضاحت سے دونوں بینکوں کے معاملات میں فرق خوب واضح ہو جاتا ہے۔

### 10. روایتی سودی بینکوں کا اجارہ اور شرعی اصولوں کی خلاف ورزیاں

سودی بینکوں میں بھی لیز یعنی عقد اجارہ کے ذریعے بعض معاملات طے کیے جاتے ہیں یعنی وہ اجارہ شرعی اصولوں سے متصادم ہے۔ اس میں پہلی خرابی یہ ہے کہ ایک ہی عقد میں اجارہ اور بیع کے دو معاملات جمع کر دیئے جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو قسطیں صارف اجارے کی مقررہ مدت کے

---

[24] Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad Ṣamdānī, Islāmī Binkārī: Aik Ḥaqīqat Pasandāna Jāʾizah, p. 36.
[25] . Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad Ṣamdānī, Islāmī Binkārī: Aik Ḥaqīqat Pasandāna Jāʾizah, p. 33.

دوران بینک کو ادا کرتا ہے انھیں شروع سے تو لیز یعنی اجارے کی قسطیں سمجھا جاتا ہے مگر جیسے ہی لیزنگ کا عرصہ مکمل ہوتا ہے تو یہ قسطیں اس چیز کی قیمت شمار کی جاتیں ہیں اور مستاجرہ چیز اب خود بخود صارف کی ملک میں آجاتی ہے۔[26]

اب اگر شرعی لحاظ سے غور کیا جائے تو اس عقد کی یہ صورت بنے گی کہ جس طرح کوئی آدمی دوسرے سے کہے کہ میں تم سے یہ چیز اس شرط پر کرائے کے طور پر لیتا ہوں کہ کرایہ ادا کرنے کی مدت اختتام پذیر ہوتے ہی اسی کرائے کی رقم کے بدلے میں اس چیز کا مالک بن جاؤں گا فقہ کی اصطلاح میں اسے "صفقتان فی صفقہ "کہا جاتا ہے جو کہ ناجائز ہے جیسا کہ معجم للطبرانی میں یہ حدیث ہے:

"قال رسول الله ﷺ: «لا تحل صفقتان في صفقة»."[27]

ترجمہ: رسول رسول ﷺ نے فرمایا: کہ ایک سودے میں دو سودے (جمع کرنا) حلال نہیں ہے۔

کنونشنل بینکوں کے لیز میں پائی جانے والی دوسری شرعی خرابی یہ ہے کہ گاڑی وغیرہ کے متعلق ساری کی ساری ذمہ داریاں گاڑی کو اجارے کے طور پر لینے والے یعنی مستاجر کے ذمہ ڈال دی جاتیں ہیں حالانکہ شرعی لحاظ سے صرف اس گاڑی کے استعمال سے تعلق رکھنے والی ذمہ داریاں اس پر ڈالی جاسکتی ہیں مثلاً گاڑی کا تیل تبدیل کروانا یا گاڑی کی دھلائی وغیرہ جبکہ وہ ذمہ داریاں جو اس گاڑی کے مالک ہونے کے ناطے سے ہیں وہ شرعی لحاظ سے موجر یعنی اجارہ پر دینے والے ادارے کے ذمہ ہوتیں ہیں جیسے کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے گاڑی کا تباہ ہو جانا جس کے نتیجے میں اس کی ریپیرنگ کروانا یا گاڑی کا ٹیکس وغیرہ ادا کرنا۔

تیسری شرعی خرابی جو روایتی بینکوں کے اجارے میں پائی جاتی ہے وہ روایتی بینک صارف سے لیزنگ پر دی گئ چیز کی حوالگی سے پہلے ہی کرایہ وصول کرنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ شرعی لحاظ سے موجر کا مستاجر سے شئ مستاجرہ اس کے حوالے کرنے سے پہلے کرایہ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔

غیر سودی بینکاری اور سودی بینکاری کے اجارے سے متعلق درج بالا ساری بحث سے ثابت ہوا کہ کینونشل بینکوں کا اجارہ یا لیزنگ متعدد شرعی خرابیوں کے باعث درست نہیں ہے جب کہ غیر سودی بینکاری کے اجارے میں ان خرابیوں کو دور کیا گیا ہے۔ یہ اجارہ کسی شرعی ضابطے سے متصادم نہیں ہے۔[28]

## 11. غیر سودی بینکوں کے اثاثہ جاتی حصے میں ہونے والا عقد مشارکہ متناقصہ (Diminishing Musharakah)

صارفین کی ضروریات پوری کرنے کے لیے غیر سودی بینکوں میں ایک عقد "شرکت متناقصہ " بھی رائج ہے یہ طریقہ عموماً گھروں کی خریداری میں بروئے کار لایا جاتا ہے، چونکہ روایتی سودی بینک اور ادارے مکانات میں سرمایہ کاری کے لیے سودی قرضہ دیتے ہیں، یعنی گھروں کی تعمیرات اور خریداری کے لیے سود پر رقوم بطور سرمایہ فراہم کرتے ہیں اور ان گھروں کو ضمانت کے طور پر گروی رکھ لیتے ہیں۔ چناں چہ اس سلسلے میں اسلامی

---

[26] . Imam Al-Ṭabarānī,Ḥāfiẓ Abū al-Qāsim Sulaymān ibn Aḥmad ibn Ayyūb , Al-Muʿjam al-Ṭabarānī, Bāb al-Alif, Min Ismuh Aḥmad (Beirut: Dār al-Ḥaramayn), vol. 2, p. 169, Ḥadīth no. 1610.

[27] Usmani,Dr. Molana Muhammad Zubair Ashraf, Jadīd Maʿāshī Niẓām mē Islāmī Qānūn-e-Ijārah,idara tu maarif Karachi june 2005 pp. 470–471.

[28] Usmani,Dr. Imran Ashraf, Sharikat wa Muḍārabat ʿAṣr-e-Ḥāḍir mē,maktabah maarif ul quran Karachi April 2009, p. 356.

نظریاتی کونسل نے مکانات میں سرمایہ کاری کے لیے سودی ادارے کے طریقے کے متبادل غیر سودی طریقہ تمویل کی تجویز و صورت سامنے رکھی تھی۔[29]

اسی کو شرکت متناقصہ کہا جاتا ہے۔

**شرکت متناقصہ کی تعریف**

شرکت متناقصہ کی تعریف معاییر شرعیہ میں یوں لکھی گئی ہے:

"المشاركة المتناقضة عبارة عن الشركة يتعهد فيها احد الشركاء بشراء حصة الاخر تدريجيا الى ان يتملك المشتري المشروع بكاملة"[30]

ترجمہ: شرکت متناقصہ ایسی شرکت سے عبارت ہے، جس میں (عقد میں) شامل شریکوں میں سے ایک شریک دوسرے شریک کے حصے کو آہستہ آہستہ خریدنے کا معاہدہ کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ دوسرے شریک کے سارے اثاثے کا مالک بن جاتا ہے۔

اس تعریف کی وضاحت اس طرح ہے: کہ عقد مشارکہ متناقصہ کے ذریعے بینک اور اس کا صارف مل کر کوئی گھر خریدتے ہیں مثال کے طور پر اس گھر کی قیمت کا اسی فی صد حصہ بینک ادا کرکے اس گھر کے اسی فی صد حصے کا مالک بن جاتا ہے اور اور اس گھر کی بقیہ بیس فی صد قیمت صارف دیتا ہے اور بیس فی صد حصے کی ملکیت اس کی ہوتی ہے پھر بینک اپنا اسی فی صد حصہ صارف کو کرائے کے طور پر دے دیتا ہے اور پھر کچھ کچھ وقفے سے بینک کے حصے اس سے خرید تا رہتا ہے جس کی وجہ سے اس کی ملکیت بڑھتی رہتی ہے اور اسی تناسب سے بقایا بینک کا حصہ اور اس کا کرایہ کم ہوتا جاتا ہے اس سارے عمل میں تین طرح کے عقد یعنی شرکت ملک، اجارہ اور بیع پائے جاتے ہیں یہ سارے تینوں عقد مستقل الگ الگ طور پر انجام دیئے جاتے ہیں یعنی ایک عقد کے منعقد ہونے کے لیے دوسرے عقد کی شرط نہیں لگائی جاتی۔[31]

**مبحث رابع: ذمہ داریوں والے حصوں کے معاملات میں بنیادی فروق و امتیازات کا شرعی تحقیقی جائزہ**

**1. ذمہ داریوں والے حصے میں سودی بینکوں کی سرمایہ کاری کا طریقہ کار اور شرعی جائزہ**

سودی بینک اس حصے میں اپنے کلائنٹس سے رقوم لیتے ہیں اور انھیں آگے سودی قرضے دینے میں استعمال کرتے ہیں، سودی بینکوں کی کمائی کا زیادہ انحصار یہی سودی قرضے نجی یا تجارتی مقاصد و ضروریات کے لیے لوگوں کو دینا اور ان پہ سود وصول کرنا ہے، اور پھر اس سود کو نفع کا نام دے کر اپنے اور کلائنٹس کے درمیان تقسیم کرتا ہے، جو صریح حرام طریقہ کار ہے، اگر سودی بینک کہیں صارفین کی رقوم سے کاروبار کریں، تو اس میں شرعی اصولوں کی کوئی پرواہ نہیں جاتی جس کی وجہ سے ایسے کاروبار شرعی قباحتوں اور ممنوعات جیسے ربا، قمار اور غرر وغیرہ میں ملوث ہو کر ناجائز ہو جاتا ہے کیونکہ سودی بینکوں میں شرعی ایڈوائزری نظام کی بنیاد ہی نہیں ہے۔

---

[29] . Hayʾat al-Muḥāsabah wa al-Murājaʿah lil-Muʾassasāt al-Māliyyah al-Islāmiyyah, Al-Maʿāyīr al-Sharʿiyyah, Al-Mushārakah al-Mutanāqiṣah, standard no. 12, clause 5/1, p. 345.

[30] . Usmani, Muftī Muhammad taqi, Ghayr Sūdī Binkārī aur Mutʿaliqah Fiqhī Iʿtirāẓāt kā Jāʾizah,maktabah maarif ul quran Karachi p. 275

[31] ʿUsmānī,Muḥammad Taqī , An Introduction to Islamic Finance (Karachi: Maktabah Maʿārif al-Qurʾān), pp. 19–20

### 2. ذمہ داریوں والے حصے میں غیر سودی بینکوں کی سرمایہ کاری کا طریقہ کار اور شرعی جائزہ

غیر سودی بینک اس حصے میں اپنے صارفین سے عقد شرکت اور عقد مضاربت کے طور پر رقوم لے کر جائز کاروبار و تجارت میں لگاتے ہیں، اور شرعی اصولوں کے مطابق حاصل ہونے والا منافع اپنے اور صارفین کے درمیان تقسیم کرتا ہے۔ اور غیر سودی بینکاری کا مثالی اور بہترین طریقہ عقد مضاربت اور عقد مشارکت کے ذریعے زیادہ سے زیادہ تجارت کرنے پہ مشتمل ہو گا۔ ان عقود میں دونوں فریق عقد کی شرعی شرائط کے مطابق حقیقی طور پر نفع و نقصان میں شامل ہوتے ہیں۔ چناں چہ مفتی تقی عثمانی غیر سودی بینکاری نظام میں عقد مضاربہ اور عقد مشارکہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں:

"And introduction to Islamic finance"

> The real and ideal instruments of financing in Shariah are" musharakah and mudarabah". The Shariah supervisory boards are unanimous on the point that they (ijarah, murabaha etc) are not ideal modes of financing and they should be used only in cases of need with full observation of conditions described in Shariah[32]
>
> ترجمہ: شریعت میں تمویل اور سرمایہ کاری کے اصل اور مثالی طریقے مشارکہ اور مضاربہ ہیں، غیر سودی بینکوں اور مالیاتی اداروں کے شریعہ ایڈوائزری بورڈ اس بات پہ اتفاق کرتے ہیں کہ (اجارہ اور مرابحہ وغیرہ) تمویل کے مثالی طریقے نہیں ہیں انھیں صرف ضرورت کے طور پر ہی استعمال کیا جانا چاہیے اور وہ بھی شریعت کی طرف سے بیان کردہ شرائط کا مکمل لحاظ کرتے ہوئے۔

اس اقتباس سے دو باتیں معلوم ہوئی ایک یہ کہ غیر سودی بینکاری کی حقیقی بنیاد اور طریقہ کار مشارکہ اور مضاربہ ہے، دوسری بات یہ کہ غیر سودی بینکوں کے اثاثہ جاتی حصوں میں رائج عقد مرابحہ اور عقد اجارہ وغیرہ اگرچہ غیر سودی بینکاری کے مثالی طریقے نہیں ہیں لیکن جائز اور مباح ضرور ہیں۔

### 3. بینکوں کے ذمہ داریوں والے حصے کے مشمولات

ذمہ داریوں والا حصہ مختلف بینک اکاؤنٹس پہ مشتمل ہوتا ہے مثلاً کرنٹ اکاؤنٹ، فکسڈ ڈیپازٹ، سیونگ اکاؤنٹ وغیرہ۔ ان اکاؤنٹس کی تفصیلات اور دونوں طرح کی بینکاری میں شرعی لحاظ سے بنیادی فرق کی وضاحت اور شرعی جائزہ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

### 4. غیر سودی اور سودی بینکاری کے کرنٹ اکاؤنٹ کا شرعی جائزہ

سودی بینک اپنے صارفین سے جو رقوم بھی اکھٹی کرتے ہیں شرعی لحاظ سے اس کی حیثیت قرض کی ہوتی ہے، خواہ وہ رقوم صارف جس مرضی اکاؤنٹ میں رکھوانا چاہے، سب اکاؤنٹس میں اس کی حیثیت قرض ہی کی ہو گی۔ کیونکہ سودی بینک صارفین کو ان کی رقوم واپس لوٹانے کی گارنٹی دیتے ہیں اور ہر وہ رقوم و سرمایہ جس کی واپسی کی ضمانت دی جائے وہ شرعاً قرض شمار ہوتا ہے اب اگر صارف اپنی رقم سودی بینک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھواتا ہے، تو اس اکاؤنٹ میں رکھوائی گی رقم پہ بینک صارف کو کسی طرح کا کوئی اضافہ یعنی سود نہیں دیتا صارف جب چاہے اس کو اپنی رکھوائی گئی اصل رقم واپس کی جاتی ہے، شرعی لحاظ سے یہ معاملہ جائز ہے لہذا سودی بینکوں کے کرنٹ اکاؤنٹ میں ضرورت کے پیش نظر رقوم جمع

---

32 . Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad Ṣamdānī, Islāmī Binkārī: Aik Ḥaqīqat Pasandāna Jāʾizah, pp. 56–58.

کروانا درست ہے، اب غیر سودی بینکوں کے کرنٹ اکاؤنٹ کا معاملہ بھی اسی طرح ہی ہے البتہ ایک فرق ضرور ہے کہ غیر سودی بینک کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھوائی گی رقوم ان کے دیگر اکاؤنٹس کی طرح سودی معاملات میں استعمال سے محفوظ ہوتی ہیں جب کہ سودی بینکوں کے کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھوائی گئ رقوم سودی معاملات میں استعمال ہو سکتی ہیں لہذا سودی بینکوں کے کرنٹ اکاؤنٹ میں بھی رقوم رکھوانے سے اجتناب کرنا بہتر ہے کہ ایک مسلمان کا سرمایہ سودی کاموں میں ملوث نہ ہو۔ اور رقوم کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھواتے ہوئے بھی غیر سودی بینکوں کا انتخاب کیا جائے۔

## 5. غیر سودی اور سودی بینکاری کے سیونگ اور فکسڈ ڈیپازٹ اکاؤنٹس کا شرعی جائزہ

ان اکاؤنٹس میں روایتی وسودی بینک اپنے صارفین سے مقررہ سود دینے کی شرط کے ساتھ رقوم بطور قرض لیتے ہیں، یعنی سودی بینک اپنے صارفین سے رقوم لے کر انھیں اس بات کی گارنٹی وضمانت دیتے ہیں کہ آپ کی رقوم بالکل محفوظ و سلامت ہیں اور متعین مدت کے گزرنے پر آپ کو اتنا اضافہ دیا جائے گا اور اس مقررہ عرصے کے گزرنے کے بعد اصل رقم بھی آپ واپس لے سکتے ہیں۔ اب یہ اضافہ کیسے دیا جارہا ہے ؟صارفین کی رکھوائی گی رقوم مقررہ مدت میں کہاں استعمال وخرچ ہورہی ہیں؟ سودی ان رقوم سے کتنا منافع کمارہا ہے؟خود کتنا لے رہا ہے کمائی کے حساب سے صارف کو کتنے فی صد دے رہا ہے ؟ ان سب باتوں کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے کچھ بھی واضح نہیں کیا جاتا، بس صارف کو یقین دلایا جاتا ہے کہ اس کا سرمایہ محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ اس پر ہماری طرف سے اضافہ بھی دیا جاے گا، اور شرعی لحاظ سے یہ سراسر سودی معاملہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بینک کا صارف کو سود دینا اور صارف کا اپنی رقم پر بینک سے سود وصول کرنا دونوں حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ کیوں کہ نص قطعی کے ساتھ سود لینے اور دینے دونوں سے صریح منع کر دیا گیا ہے۔

اس کے مقابل غیر سودی بینک منافع دینے والے اکاؤنٹس میں جو رقوم لیتے ہیں وہ عقد مضاربہ یا عقد مشارکہ کے طور پہ لیتے ہیں اور ان عقود میں دی جانے والی رقوم کی شرعی لحاظ سے حیثیت امانت کی ہوتی ہے، امانت امین کی غفلت اور سستی کے بغیر ضائع ہو جائے تو وہ امین اس امانت کا ضامن نہیں ہوتا اگر اس کی طرف سے لاپرواہی اور غفلت ہونے کی وجہ سے رقوم و سرمایہ ضائع ہو جائے تو ایسی صورت میں وہ ضامن ہو گا۔ اب غیر سودی بینکوں میں بھی یہی معاملہ ہوتا ہے۔ غیر سودی بینک صارفین سے رقوم و سرمایہ لے کر کوئی چیز چھپاتا نہیں ہے بلکہ شرعی اصول و قواعد کے مطابق عقد مشارکہ یا عقد مضاربہ انجام دیتا ہے، اور جو نفع کماتا ہے اس میں طے شدہ تناسب سے رب المال یا شرکاء کو بھی اس نفع میں شریک کرتا ہے۔ مثلا یہ پہلے سے مقرر کرتا ہے کہ نفع ہونے کی صورت میں صارف کو بیس فی صد، چالیس فی صد یا ساٹھ فی صد نفع دیا جائے گا۔ اب اگر غیر سودی بینک زیادہ تمویل کر کے زیادہ نفع کمائے گا تو صارف کو ملنے والا حصہ زیادہ ہو گا اور اگر کم نفع کمائے گا تو اسے ملنے والا حصہ کم ہو گا، اگر نقصان ہوا تو وہ اس میں بھی دونوں عقود کی شرائط کے مطابق اس نقصان کو برداشت کرے گا، اور یہی شریعت کا ضابطہ و قانون ہے۔[33]

درج بالا تفصیلات سے واضح ہوا کہ سودی بینک زر یعنی محض روپے پیسے کا کاروبار کرتے ہیں، اور لوگوں سے ایکل خاص شرح سے سود دینے کی شرط پر بطور قرض رقوم لے کر آگے ضرورت مندوں کو روپیوں کی صورت میں سودی قرضے دیتے ہیں اور یوں زر کو براہِ راست بطور کمائی کرنے استعمال کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس سودی نظام کے متعلق کہا گیا ایک جملہ معروف ہے کہ "بینک سامان کا نہیں بلکہ محض دستاویزات کا کاروبار کرتے ہیں" اور کسی قسم کا رسک حضرت نہیں کرتے ہیں جو کہ سودی لین دین ہے۔

جب کہ غیر سودی بینک زر کا کاروبار کرنے کے برعکس اشیاء کا حقیقی کاروبار کرتے ہیں وہ رقوم کو آگے اضافے (سود) پر فروخت نہیں کرتے بلکہ سامان کی خریداری میں استعمال کرتے ہیں اور نفع کماتے ہیں، کاروبار اور سرمایہ کاری میں رسک برداشت کرتے ہیں۔ اور یہ معاملات شرعی اصولوں کے مطابق ہیں۔

**نتائج بحث**

عصر حاضر کے سودی بینکوں اور مالیاتی اداروں میں سودی معاملات جدید شکلوں میں رائج ہیں اور قرض پر سود لینے اور دینے کی حرمت قران کریم سے قطعی الثبوت ہے۔ غیر سودی نظام بینکاری کے قیام کی جدوجہد شدید ضرورت اور حاجت کے پیش نظر سودی بینکاری نظام کے متبادل کے طور پر عمل میں لائی گئی ہے۔ غیر سودی نظام بینکاری کی بنیاد حلال عقود شرعیہ جیسے مرابحہ اجارہ مشارکہ متناقصہ سلم استصناع اور شرکت و مضاربت پر رکھی گئی ہے، قران کریم نے سودی کا متبادل یعنی خرید و فروخت کو قرار دیا ہے اور مذکورہ بالا عقود بیوع کی اقسام ہیں لہذا ان عقود و معاملات کو اپنے صحیح شرعی احکام کے ساتھ سودی بینکاری نظام کا متبادل بنانا درست ہے۔ بنیادی طور پر بینک کا نظام دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے: اثاثہ جاتی حصہ اور ذمہ داریوں والا حصہ، اثاثہ جاتی حصے میں لوگوں کی روزمرہ زندگی کی مالی لحاظ سے نجی اور تجارتی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے، اب سودی بینک لوگوں کی یہ ضروریات انہیں سودی قرضے دے کر پوری کرتے ہیں اور غیر سودی بینک بیع مرابحہ اجارہ اور مشارکہ متناقصہ کو بروئے کار لا کر لوگوں کی حاجات پوری کرتے ہیں، ان عقود کا ثبوت قرآن وسنت سے ہے۔ جب کہ ذمہ داریوں والے حصے میں بینک لوگوں سے رقوم جمع کرتے ہیں، اب سودی بینک لوگوں کے جمع کی ہوئی یہ رقوم اگے سودی کاروبار اور سودی قرضے دینے میں استعمال کرتے ہیں جن لوگوں نے یہ رقمیں بینک میں جمع کروائی ہوتی ہیں انھیں خاص شرح سے متعین مدت کے بعد سود دیتے ہیں جیسے سودی بینکوں کے مختلف اکاؤنٹس سیونگ اکاؤنٹس فکسڈ ڈیپازٹ وغیرہ ہیں ان میں یہی سودی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ سودی بینکاری اور غیر سودی بینکاری نظام کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دونوں طرح کے نظام میں زمین آسمان کا فرق ہے عموماً ظاہری نظر سے انجام اور نتیجے کو دیکھ کر بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ دونوں نظام یکساں ہیں حالانکہ ایسا کہنا بالکل درست نہیں ہو سکتا اگرچہ انجام، نتیجہ ایک جیسا ہے لیکن اس انجام اور نتیجے تک پہنچنے کے طریقے جدا جدا ہیں۔ سودی بینکاری کے اجارے لیزنگ اور غیر سودی بینکاری کے اجارے میں نمایاں طور پر فرق ہے اسی طرح دوسرے تمویلی طریقوں میں بھی فرق ہیں جن کا قدرے تفصیلی ذکر آرٹیکل میں کیا گیا ہے۔

**سفارشات**

1. **سودی بینکاری کا مکمل خاتمہ**

جب سودی بینکاری کا متبادل، غیر سودی بینکاری کی صورت میں موجود ہے تو ضروری ہے کہ سودی نظام کو فوری طور پر ختم کیا جائے اور غیر سودی بینکاری کو مکمل طور پر رائج کیا جائے۔ اس ضمن میں حکومت، ماہرینِ معیشت، اور اہلِ علم، خصوصاً وہ علماء جو شرعی علوم اور اقتصادی امور دونوں پر مہارت رکھتے ہیں، کو سنجیدگی سے کردار ادا کرنا چاہیے۔

2. **غیر سودی بینکاری میں بہتری کی ضرورت**

چونکہ غیر سودی بینکاری کا نظام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے، اس کے بعض طریقے اگرچہ شرعاً جائز اور مباح ہیں، مگر انہیں مکمل طور پر مثالی نہیں کہا جا سکتا۔ شریعہ ایڈوائزری بورڈ بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ موجودہ نظام میں مرابحہ، اجارہ اور شرکتِ متناقصہ کو ضرورت کے تحت اختیار کیا گیا ہے۔ تاہم، اس نظام میں مزید بہتری اور اصلاح کی گنجائش موجود ہے، جس کے لیے مستقل تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔

3. شرکت اور مضاربت کا عملی نفاذ

غیر سودی بینکاری کے بہترین اور حقیقی اسلامی اصول عقدِ شرکت اور مضاربت ہیں، کیونکہ ان میں فریقین نفع کے ساتھ ساتھ نقصان کی ذمہ داری بھی مشترکہ طور پر اٹھاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں حقیقی سرمایہ کاری اور معیشت میں استحکام آتا ہے۔ لہذا، غیر سودی بینکاری کو ان ہی دو اصولوں پر استوار کیا جائے تاکہ اسلامی اقتصادیات کے بنیادی مقاصد پورے کیے جا سکیں۔

4. شریعہ ایڈوائزری سسٹم کا فعال کردار

غیر سودی بینکاری میں شریعہ ایڈوائزری سسٹم کو مزید مؤثر بنایا جائے۔ شرعی مشیر صرف مشورے تک محدود نہ رہیں بلکہ غیر سودی بینکاری میں ہونے والے تمام معاملات کی سخت نگرانی کریں تاکہ مکمل شرعی اصولوں کی پاسداری کو یقینی بنایا جا سکے۔

### 5. سودی بینکوں کی غیر سودی برانچز کے لیے واضح حکمتِ عملی

وہ سودی بینک جو غیر سودی بینکاری کی برانچز چلا رہے ہیں، ان کا یہ اقدام قابلِ تحسین ہے۔ تاہم، یہ محض ظاہری فرق نہ ہو بلکہ عملی طور پر بھی ان برانچز کو مکمل شرعی اصولوں کے مطابق چلایا جائے۔ ان غیر سودی برانچز کا حساب وکتاب سودی نظام سے مکمل طور پر الگ رکھا جائے اور سودی بینکاری کو جلد از جلد ختم کر کے اسلامی اصولوں کے مطابق بینکاری کے لیے راہ ہموار کی جائے۔

### 6. عوام میں آگاہی مہم

غیر سودی بینکاری کے متعلق عام طور پر یہ غلط تاثر دیا جاتا ہے کہ اس میں اور روایتی سودی بینکاری میں کوئی فرق نہیں، حالانکہ یہ سراسر خلافِ حقیقت ہے۔ عوام تک درست معلومات پہنچانے کے لیے ایک جامع آگاہی مہم چلائی جائے تاکہ لوگ غیر سودی بینکاری پر اعتماد کرتے ہوئے سودی معاملات سے بچ سکیں۔ اس مقصد کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جائیں:

* غیر سودی بینکاری پر علمی سیمینارز اور کانفرنسز کا انعقاد
* عوامی مجالس کے ذریعے اسلامی بینکاری کے درست تصور کو اجاگر کرنا
* میڈیا، سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع سے غیر سودی بینکاری کے فوائد کو عام کرنا

### 7. اختلافات میں اعتدال

جو اہلِ علم حضرات غیر سودی بینکاری سے اختلاف رکھتے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ علمی و تحقیقی بنیادوں پر خرابیوں کی نشاندہی کریں اور اصلاح کے لیے تجاویز دیں، بجائے اس کے کہ پورے نظام کی کلی مخالفت کی جائے۔ علمی اختلاف میں اخلاقیات اور ادب کی حدود کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے تاکہ اصلاح کا عمل تعمیری انداز میں آگے بڑھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## Bibliography / کتابیات


* Al-Imam al-Nasāʾī, Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī, *Al-Sunan al-Nasāʾī*, Qadimi Kutub Khana, Aram Bagh, Karachi.
* Ṣamdānī, Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad, *Islāmī Binkārī: Aik Ḥaqīqat Pasandāna Jāʾizah* (Karachi: Idārah Islāmiyāt, September 2006).
* Ghāzī, Dr. Maḥmūd Aḥmad, *Muḥāḍarāt Maʿīshat wa Tijārat* (Lahore: Al-Faiṣal Nāshrān wa Tājrān-e-Kutub, April 2010).
* Ṣamdānī, Dr. Mawlānā Iʿjāz Aḥmad, *Islāmī Bankon mē Rāʾij Murābaḥah kā Ṭarīqah Kar* (Karachi: Idārah Islāmiyāt, Ẕū al-Qaʿdah 1427 AH / December 2006).
* ʿUsmānī, Muftī Muḥammad Taqī, *Islām aur Jadīd Maʿīshat wa Tijārat* (Karachi: Idārat al-Maʿārif, 21 Ẕū al-Qaʿdah 1414 AH).
* Ṣiddīqī, Dr. Muḥammad Najātullāh, *Sharikat wa Muḍārabat ke Sharʿī Uṣūl* (Lahore: Islamic Publications Pvt. Ltd., July 1997).
* Al-Rāzī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn ʿUmar (Al-Mulqab Fakhr al-Dīn al-Rāzī), *Mafātīḥ al-Ghaib (Tafsīr Ibn-e-Kathīr)*, Dar Ahyaa al-Turaas al-Arabi, Beirut, 1420 AH.
* Al-Marghīnānī, Burhān al-Dīn Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Abī Bakr, *Al-Hidāyah, Kitāb al-Buyūʿ, Bāb al-Murābaḥah wa al-Tawliyyah* (Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, n.d.).
* ʿUlamāʾ Hayʾat al-Muḥāsabah wa al-Murājaʿah lil-Muʾassasāt al-Māliyyah al-Islāmiyyah, *Al-Maʿāyīr al-Sharʿiyyah* (Bahrain: Hayʾat al-Muḥāsabah wa al-Murājaʿah lil-Muʾassasāt al-Māliyyah al-Islāmiyyah), Standard No. 3/1/3.
* Al-Tamīmī, Imām Abū Ḥātim Muḥammad ibn Ḥibbān ibn Aḥmad, *Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān, Kitāb al-Buyūʿ* (Beirut: Sharikat Bayt al-Afkār al-Duwaliyyah, 2004).
* Imam Al-Ṭabarānī, Ḥāfiẓ Abū al-Qāsim Sulaymān ibn Aḥmad ibn Ayyūb, *Al-Muʿjam al-Ṭabarānī, Bāb al-Alif, Min Ismuh Aḥmad* (Beirut: Dār al-Ḥaramayn).
* Usmānī, Dr. Molana Muḥammad Zubair Ashraf, *Jadīd Maʿāshī Niẓām mē Islāmī Qānūn-e-Ijārah* (Karachi: Idārat al-Maʿārif, June 2005).
* Usmānī, Dr. Imran Ashraf, *Sharikat wa Muḍārabat ʿAṣr-e-Ḥāḍir mē* (Karachi: Maktabah Maʿārif al-Qurʾān, April 2009).